جو مسئلہ سمجھ میں نہ آئے وہ کسی مستند و ماہر
مفتی سے معلوم کرلیں۔۔ (ابوزبیر)

# تراویح کے مسائل

تالیف

مفتی محمد صاحب

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# تراویح کے مسائل

## مسجد سے باہر تراویح کی جماعت:

سوال: نماز تراویح مسجد چھوڑ کر مکان یا دوسری جگہ حافظ مقرر کرکے پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
(اجمل خان۔کراچی)

جواب: فرائض مسجد میں جماعت کے ساتھ اداء کرکے صرف تراویح کی جماعت دوسری جگہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ مسجد میں بھی تراویح کی جماعت ہو، اگر محلّہ کی کسی مسجد میں بھی تراویح کی جماعت نہ ہو تو سب گنہگار ہوں گے۔

فی الهندية : " ولو ترك أهل المسجد كلهم الجماعة فقد أساء وا و أثموا ......
و بهذا تبين أنه إذا كان لا يختم في مسجد حيه، له أن يترك مسجد حيه و يطوف ."
( ١١٦/١ )

## مسافر، مریض اور عورت کے لئے تراویح کا حکم:

سوال: مسافر، مریض اور عورت اگر تراویح پڑھ لیں تو کوئی کراہت تو نہیں؟ (محمد اصغر۔مظفر آباد)

جواب: تراویح مرد اور عورت دونوں کے لئے سنت مؤکدہ ہے، اس لئے خواتین کو اپنے گھروں میں انفرادی طور پر تراویح پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے۔ مسافر اور مریض کو اگر تراویح پڑھنے میں کسی قسم کی تکلیف اور پریشانی نہ ہو تو پڑھنا افضل ہے۔

" التراويح سنة مؤكدة ...... للرجال و النساء ." ( درمختار : ٤٣/٢ )

## عورتوں کا تراویح کی جماعت میں شریک ہونا یا خود جماعت کروانا:

سوال: بعض جگہ مساجد میں عورتوں کے لئے علیحدہ جگہ کا انتظام ہوتا ہے اور وہ مسجد کی جماعت میں شریک ہوتی ہیں۔ اسی طرح بعض لڑکیاں حافظہ ہوتی ہیں وہ گھر میں تراویح پڑھاتی ہیں، گھر کی اور پڑوس کی خواتین بھی اس جماعت میں شریک ہوتی ہیں، حافظہ لڑکیوں کا کہنا ہے کہ اس کے بغیر قرآن بھول جانے کا اندیشہ ہے۔ کیا شریعت کی رو سے عورتوں کا علیحدہ جماعت کروانا یا مردوں کی جماعت میں شریک ہونا جائز ہے؟ (متعدد سائلین)

جواب: جائز نہیں، جب فرض نماز کے لئے عورتوں کا مسجد کی جماعت میں شریک ہونا جائز نہیں تو تراویح کے لئے کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ عورت کی سب سے افضل نماز حدیث کی رو سے وہ ہے جو وہ گھر کے تاریک تر کمرے میں اداء کرے۔

اسی طرح عورتوں کا گھروں میں علیحدہ جماعت کروانا بھی مکروہ ہے، نیز خواتین کا تراویح پڑھنے کے لئے گھروں سے نکلنا ضرورت میں داخل نہیں اور بلا ضرورت گھر سے نکلنا جائز نہیں، علاوہ ازیں عموماً عورتوں کی آواز گھر کے اندر یا باہر اجنبی اور غیر محرم مردوں تک پہنچتی ہے جس سے فتنہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے، اس لئے خواتین کو اس سے سخت اجتناب لازم ہے۔ نیز سرپستوں پر فرض ہے کہ وہ انہیں اس منکر سے سختی سے منع کریں، ورنہ وہ بھی گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔

قانونِ شریعت کو توڑ کر اور اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے قرآن پختہ کرنا کون سی خوبی کی بات ہے؟ قرآن پڑھنے اور یاد کرنے سے تو مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین پر عمل کیا جائے، اگر عمل کرنے کے لئے آمادہ نہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنے پڑھانے اور حافظہ بننے سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا مقصد ہی نہیں، مقصد لوگوں سے واہ واہ سننا یا اور کچھ ہے۔

حافظہ لڑکیوں کو چاہیئے کہ پورا سال تلاوت و منزل کا اہتمام کریں، قرآن پختہ رہے گا،

قرآن کی پختگی کا بہانہ بنا کر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہرگز نہ کریں۔

" ویکرہ تحریما جماعة النساء، ولو التراویح، فی غیر صلاة الجنازة ." وفی الحاشیة : " أفاد أن الکراھة فی کل ما تشرع فیه جماعة الرجال فرضا أو نفلا ."

( ردالمحتار مع الدر : ۱/ ۵۶۵ )

## تراویح میں قعدہ بھول کر تیسری، چوتھی رکعت بھی ملالی:

**سوال:** تراویح میں دوسری رکعت پر قعدہ بھول گیا اور سہواً تیسری چوتھی رکعت بھی پڑھ لی تو نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ اگر صحیح ہوگئی تو چاروں رکعات یا کہ دو؟ اگر دو ہوئیں تو پہلی دو ہوئیں یا آخری؟ (خالد اقبال۔کراچی)

**جواب:** اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے، اگر سجدہ سہو کر لیا تو اس میں دو قول ہیں، پہلا راجح قول یہ کہ دوسری دو رکعات تراویح کی ہوگئیں اور پہلی دو نفل ہوگئیں، لہٰذا پہلی دو رکعات اور ان میں جو قرآن پڑھا گیا اسے دہرانا ضروری ہے۔

دوسرا قول فقیہ أبو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ کا ہے کہ چاروں رکعتیں صحیح ہوگئیں، دہرانے کی ضرورت نہیں۔ جب پہلی دو رکعتوں میں قرآن کی تلاوت زیادہ مقدار میں ہوئی ہو اور اس کو دہرانے میں لوگ بوجھ محسوس کر رہے ہوں تو اس دوسرے قول پر بھی عمل کرنے کی گنجائش ہے۔

اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو چاروں رکعات اور ان میں پڑھا گیا قرآن دہرانا ضروری ہے۔

فی الھندیة : " وفی الفتاویٰ : ولو صلی أربعا بتسلیمة ولم یقعد فی الثانیة ففی الاستحسان لا تفسد وھو أظھر الروایتین عن أبی حنیفة وأبی یوسف رحمھما اللّٰہ تعالیٰ، وإذا لم تفسد، قال محمد بن الفضل تنوب الأربع عن تسلیمة واحدة وھو الصحیح ."

( ۱/ ۱۱۸ )

فی الخانیة : ” إذا صلی الإمام أربع رکعات بتسلیمة واحدة ولم یقعد فی الثانیة، فی القیاس تفسد صلاته، وهو قول محمد و زفر رحمهما اللّٰہ تعالیٰ ...... وفی الاستحسان وهو أظهر الروایتین عن أبی حنیفة وأبی یوسف رحمهما اللّٰہ تعالیٰ لا تفسد، وإذا لم تفسد، اختلفوا فی قول أبی حنیفة وأبی یوسف أنها تنوب عن تسلیمة أو تسلیمتین؟ قال الفقیه أبو اللیث رحمه اللّٰہ تعالیٰ: تنوب عن تسلیمتین ......“ ( ۲۳۹/۱ ـ ۲۴۰ )

## دوسری رکعت پر قعدہ کیا سلام نہیں پھیرا:

سوال: زید تراویح کی دوسری رکعت پر بیٹھ کر سہواً اٹھ گیا اور چار رکعت پوری کرلیں تو تراویح کی دو رکعت ہوں گی یا چار رکعت؟ سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟ (عامر خان۔سرگودھا)

جواب: اگر دو رکعت پر بیٹھ کر تشہد پڑھ لیا پھر کھڑا ہوا تو چار رکعت ہوگئیں، سجدہ سہو کی ضرورت نہیں۔

فی الهندیة : ” وإن قعد فی الثانیة قدر التشهد، اختلفوا فیه، فعلیٰ قول العامة یجوز عن تسلیمتین وهو الصحیح هکذا فی فتاویٰ قاضیخان .“ ( ۱۱۸/۱ )

## ایک قعدہ سے تین رکعات تراویح:

سوال: امام تراویح کی دوسری رکعت پر بغیر قعدہ کئے سہواً کھڑا ہوگیا، تین رکعتیں پڑھ کر سجدہ سہو کرلیا تو دو رکعتیں صحیح ہوں گی یا نہیں؟ (محمد الطاف۔راولپنڈی)

جواب: راجح قول کے مطابق صحیح نہیں ہوں گی، قعدہ اولیٰ عمداً چھوڑ دیا ہو یا سہواً، لہٰذا ان دو رکعتوں کا دوبارہ پڑھنا لازم ہے۔

فی الخانیة : ” وإن صلی ثلاث رکعات بتسلیمة واحدة، فهو علی وجهین: إما

أن قعد في الثانية أو لم يقعد، فإن قعد جاز عن تسليمة واحدة ويجب عليه قضاء ركعتين، لأنه شرع في الشفع الثاني بعد إكمال الشفع الأول، فإذا أفسد الشفع الثاني بترك الرابعة كان عليه قضاء ركعتين وإن لم يقعد في الثانية ساهياً أو عامداً ...... وأما في الاستحسان، فهل تفسد صلاته ...... قال بعضهم تفسد ولا يجزئ عن شيء ...... وجه قول من قال: إنه لا يجوز عن شيء وهو الصحيح انه ترك القعدة المشروعة وهي القعدة على رأس الثانية والقعدة على رأس الثالثة غير مشروعة في التطوع فصار كانه لم يقعد اصلاً......"

(١/٢٤٠ ـ ٢٤١)

## نابالغ سامع کو صف اول میں کھڑا کرنا:

سوال: تراویح کی جماعت میں بعض جگہ سامع نابالغ بچہ ہوتا ہے اور سامع کو صف اول میں کھڑا ہونا ضروری ہوتا ہے، کیا اس صورت میں نابالغ کو صف اول میں کھڑا کرنا جائز ہے؟

(عطاءاللہ۔لاہور)

جواب: نابالغ بلا ضرورت بھی بالغین کی صف میں کھڑا ہوسکتا ہے، ضرورت مذکورہ سے بطریق اولیٰ جائز ہے۔

(أحسن الفتاوىٰ : ٣/٥١٧)

## فرض پڑھے بغیر وتر کی جماعت میں شرکت صحیح نہیں:

سوال: زید ایسے وقت مسجد میں آیا کہ وتر کی جماعت کھڑی تھی تو زید وضو کر کے وتر کی جماعت میں شریک ہو جائے یا عشاء کی نماز اور تراویح ادا کرے؟

جواب: پہلے فرض پڑھے، اس کے بعد وتر کی جماعت مل جائے تو شریک ہو جائے، اس کے بعد تراویح پڑھے۔

فی الھندیة : ” إذا فاتته ترویحة أوتر ویحتان، فلو اشتغل بھا یفوته الوتر بالجماعة، یشتغل بالوتر، ثم یصلی ما فاته من التراویح .“ ( ۱۱۷/۱ )

## قرآن دیکھ کرلقمہ دینا مفسد ہے:

سوال: حافظ کوتراویح میں قرآن دیکھ کرلقمہ دینا جائز ہے یانہیں؟ (کامران۔کراچی)

جواب: قرآن میں دیکھ کرلقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہوجائے گی اوراگرامام نے لقمہ لے لیاتوسب کی نماز فاسد ہوجائے گی۔

” ووجھه : أن المؤتم لما تلقن من خارج، بطلت صلاته، فإذا فتح علی إمامه و أخذ منه، بطلت صلاته .“ ( ردالمحتار : ۶۲۲/۱ )

## رمضان میں قضاءنمازاورایک غلط عقیدہ:

سوال: بعض لوگ جمعۃ الوداع کو جماعت کے ساتھ قضاءنماز پڑھتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ پوری زندگی کی فوت شدہ نمازوں کے لئے کافی ہے، اسے قضاءعمری کہتے ہیں۔جبکہ بعض لوگ رمضان میں اس نیت سے فوت شدہ نمازیں قضاءپڑھتے ہیں کہ ایک نماز پڑھنے سے ستر قضاءنمازوں کی ادائیگی ہوجائے گی، کیونکہ مشہور ہے کہ رمضان میں ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابرملتاہے۔شرعاًیہ عقیدہ وعمل کیساہے؟ (فرمان اللہ۔پشاور)

جواب: یہ دونوں عقیدے غلط ہیں، قضاءعمری کوفقہاء نے بدعت قرار دیا ہے، اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، اسی طرح ایک نماز قضاء پڑھنے سے ستر قضاءنمازوں کی ادائیگی کا بھی شرعاًکوئی ثبوت نہیں، جتنی نمازیں فوت ہوئیں ان سب کی قضاءفرض ہے، خواہ رمضان میں کرے یاغیررمضان میں۔

ایک فرض کا ثواب ستر فرائض کے برابر ملنے کا ایک حدیث میں ذکر ہے، مگر وہ حدیث ضعیف ہے اورفضائل میں بھی ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ اسے سنت نہ سمجھا

www.alkalam.pk


جائے۔ اگر حدیث کو قابل استدلال تسلیم کر بھی لیا جائے تو وہ رمضان میں اداء کئے جانے والے اعمال صالحہ کے بارے میں ہے اور قضاء نمازیں پڑھنا تو قرض کی ادائیگی کی طرح ہے، کیا رمضان میں کسی کا ایک ہزار روپے قرض اداء کرنے سے وہ ستر ہزار اداء کرنے کے قائم مقام ہوسکتا ہے؟ غرض اس حدیث سے ایک قضاء نماز پڑھ کر ستر نمازوں کے اداء ہو جانے کا ثبوت قطعاً نہیں ملتا۔ نیز مروجہ قضاء عمری میں بدعت ہونے کے علاوہ بھی بہت سے مفاسد ہیں مثلاً لوگ اسے اس عقیدہ کے ساتھ پڑھتے ہیں کہ اس سے عمر بھر یا کم از کم ایک سال کی فوت شدہ نمازیں قضاء ہو کر ان سے ذمہ فارغ ہو جاتا ہے اور یہ عقیدہ بتصریح فقہاء موجبِ کفر ہے۔

فی الهندية : " رجل يصلي فی رمضان لا غير، ويقول اين خود بسيار است أو يقول صلاة فی رمضان تعدل سبعين صلاة يكفر ." ( بزازيه على الهندية : ٦/٣٤١ )

اسی طرح قضاء نماز اس طرح پڑھنا کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہو جائے کہ قضاء نماز پڑھی جا رہی ہے مکروہ تحریمی ہے، خواہ مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر ہو۔

" لأن التأخير معصية فلا يظهرها وفی الحاشية ويظهر من التعليل أن المكروه قضاءها مع الإطلاع عليها ولو فی غير المسجد ." ( ردالمحتار مع الدر : ١/٣٩١ )

قال العلي القاري رحمه الله تعالىٰ : " حديث من قضىٰ صلوٰة من الفرائض فی آخر جمعة من رمضان كان جابراً لكل صلوٰة فاتته فی عمره إلى سبعين سنة ." باطل قطعا، لأنه مناقض للإجماع . على أن شيئاً من العبادات لا يقوم مقام فائتة سنوات ." ( الموضوعات الكبير ، رقم : ٩٥٣ ، صـ ٢٤٢ ، حرف الميم )

## وہیل چیئر پر بیٹھ کر امامت:

سوال: ایسے معذور قاری کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے جو سجدہ کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اور وہیل چیئر (کرسی) پر بیٹھ کر اشارے سے سجدہ کرتا ہو؟ (محمد جہانگیر خلیل۔پشاور)

جواب: ایسے معذور کے پیچھے نماز درست نہیں۔

فی الدر : ”ولا قادر علی رکوع وسجود بعاجز عنهما .“ (۵۷۹/۱)

## پندرہ سالہ لڑکے کے پیچھے تراویح درست ہے:

سوال: ایک حافظ جس کی عمر پندرہ سال چار ماہ ہے اور وہ خود کو بالغ کہتا ہے، لیکن بلوغ کی ظاہری علامات اس پر دکھائی نہیں دیتیں، کیا ایسے حافظ کے پیچھے تراویح جائز ہے؟ اس کے والد نے جواز کا فتویٰ بھی لیا ہے، مگر ایک اور مولوی صاحب کہتے ہیں کہ سن بلوغ سترہ سال ہے۔ یہ ابھی بالغ نہیں ہے۔ برائے کرم ہماری تشویش کو دور فرمائیں۔

(محمد اصغر، عزیز احمد وغیرہ۔تونسہ شریف)

جواب: سنِ بلوغ ۱۵ سال ہے، ظاہری علامات کا اعتبار نہیں ہے، پھر جب وہ خود بلوغ کا اقرار کرتا ہے تو شک کی کوئی وجہ نہیں۔

”وسن البلوغ علی المفتیٰ به خمس عشرة سنة فی الجارية والغلام، کما سيأتي في محله .“ (رد المحتار : ۱۶۸/۱)

لہٰذا اس حافظ کے پیچھے بلا تشویش تراویح پڑھتے رہیں۔

## تراویح آٹھ رکعت یا بیس رکعت:

سوال: بعض لوگ آٹھ رکعت تراویح پڑھ کر چلے جاتے ہیں، کیا اس کا حدیث سے کوئی ثبوت ہے؟ (حافظ محمد طاہر۔باغ آزاد کشمیر)

جواب: آٹھ رکعت کا کوئی ثبوت نہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، ائمہ اربعہ اور تمام فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا چودہ سو سال سے بیس رکعت تراویح پر اجماع اور مسلسل تعامل چلا آ رہا ہے۔

فی الدر : " وهی عشرون ركعة ...... بعشر تسليمات ." وفی الحاشية : " هو قول الجمهور، وعليه عمل الناس شرقا وغربا ."

( ردالمحتار مع الدر : ٢/٤٥ ، أحسن الفتاوىٰ : ٣/٥٢٧ )

## تراویح پڑھے بغیر وتر کی جماعت میں شرکت:

سوال: بکر ایسے وقت میں آیا کہ تراویح کی جماعت اختتام پر تھی، بکر نے فرض وسنن مؤکدہ اداء کیں تو تراویح کی جماعت ختم ہو کر وتر کی جماعت کھڑی ہوگئی تو کیا بکر وتر کی جماعت میں شریک ہو جائے یا اپنی تراویح پڑھے، اگر کچھ تراویح رہ گئی ہوں تو پھر کیا حکم ہے؟ (خالد حسین۔ مری)

جواب: دونوں صورتوں میں وتر کی جماعت میں شریک ہو جائے، اس کے بعد تراویح پڑھے۔

فی الهندية : " وإذا فاتته ترويحة أو ترويحتان، فلو اشتغل بها يفوته الوتر بالجماعة، يشتغل بالوتر ثم يصلی مافاته من التراويح وبه كان يفتی الإمام ظهير الدين ." ( ١/١١٧ )

## دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ کا حکم:

سوال: تراویح میں دو سورتوں کے درمیان بسم اللہ کا کیا حکم ہے؟ جہراً پڑھی جائے یا سراً یا بالکل ترک کر دی جائے؟ جیسا کہ بعض ایسا کرتے ہیں، نیز فرائض میں تسمیہ بین السورتین کا کیا حکم ہے؟

جواب: فرائض وتراویح دونوں میں دوسورتوں کے درمیان بسم اللہ پڑھنا افضل ہے، مگر قراءۃ خواہ جہریہ ہو یا سریہ، بہرکیف بسم اللہ آہستہ پڑھے، اس میں جہر خلاف سنت ہے۔ چونکہ تسمیہ قرآن کریم کا جزء ہے اس لئے تراویح میں کسی بھی ایک سورۃ کے ساتھ بلند آواز سے ضرور پڑھے تاکہ مقتدیوں کا قرآن مکمل ہو جائے۔

فی الشامیة : "وذکر فی المحیط : المختار قول محمد، وھو أن یسمی قبل الفاتحة وقبل کل سورۃ فی کل رکعة ."

وقال : "وقال محمد تسن إن خافت، لا إن جھر ." (ردالمحتار : ۱/ ۴۹۰)

## شبینہ کا حکم:

سوال: گذشتہ چند سال سے یہ طریقہ رائج ہے کہ تراویح پڑھانے والا بارہ رکعت کے بعد مصلی چھوڑ دیتا ہے اور بقیہ آٹھ تراویح امام صاحب پڑھاتے ہیں، کچھ مقتدی بھی حافظ کے ساتھ تراویح چھوڑ دیتے ہیں اور وتر کی جماعت کے بعد حافظ صاحب اپنی بقیہ آٹھ رکعت تراویح شروع کرتے ہیں تو دوسرے بہت سے مقتدی بھی ان کے ساتھ نوافل کی نیت سے نماز میں شریک ہو جاتے ہیں، شبینہ تقریباً دواڑھائی بجے تک رہتا ہے، اس کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا خاص انتظام ہوتا ہے، بعض حضرات کو متوجہ کیا گیا کہ چند آدمیوں کے لئے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال سوائے نمائش کے کچھ بھی نہیں تو انہوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ گانا بجانا عام ہے، جگہ جگہ ریکارڈنگ ہوتی ہے، تو ہم کیوں لاؤڈ اسپیکر استعمال نہ کریں؟ اس کا شرعاً حکم کیا ہے؟

جواب: اس قسم کے متعارف شبینہ میں کئی قباحتیں ہیں، مثلاً:

(۱) نوافل کی جماعت۔

اگر حافظ اور کچھ مقتدی تراویح پڑھ رہے ہوں تو یہ خرابی اگرچہ نہ ہوگی مگر مندرجہ ذیل قباحتیں تو بہرحال ہیں۔

(۲) لاؤڈ اسپیکر کی وجہ سے اہل محلّہ کے کام، آرام اور عبادات میں خلل۔

(۳) نام ونمود۔

(٤) بعض لوگوں کا جماعت میں کھڑے ہونا اور بقیہ کا بیٹھے رہنا، جو جماعت اور قرآن کے احترام کے خلاف ہے۔

(٥) ضرورت سے زیادہ روشنی اور مٹھائی وغیرہ کا التزام۔

(٦) اس غلط رسم کے لئے چندہ کرنا، جبکہ بعض لوگ بغیر طیب خاطر کے محض مروت میں چندہ دیتے ہیں، جس کا استعمال حرام ہے۔

اس قسم کی اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں جن کی بناء پر مروّجہ شبینہ جائز نہیں۔

(أحسن الفتاوىٰ : ۳/ ۵۲۱)

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

# تراویح کن لوگوں کے پیچھے جائز نہیں

## قاری اور سامع کو کچھ لینا دینا حرام اور ایسے قاری کے پیچھے تراویح ناجائز ہے:

سوال: رمضان میں ختم قرآن پر قاری اور سامع اگر کچھ معاوضہ طے نہ کریں، ویسے ہی اہل مسجد ان کی کچھ خدمت کر دیں یا کپڑوں کا جوڑا بنا دیں تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب: خدمت کے نام سے نقد یا کپڑے وغیرہ دینا بھی معاوضہ ہی ہے اور اجرت طے کرنے کی بنسبت زیادہ قبیح ہے، اس لئے کہ اس میں دو گناہ ہیں، ایک قرآن سنانے پر اجرت کا گناہ اور دوسرا جہالت اجرت کا گناہ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ قاری اور سامع بھی اللہ واسطے کام کرتے ہیں اور ہم بھی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ان کی خدمت کرتے ہیں، معاوضہ مقصود نہیں، ایسے حیلہ بازوں کی نیت معلوم کرنے کے لئے بعض علماء کرام نے یہ امتحان رکھا ہے کہ اگر قاری

اورسامع کوکچھ بھی نہ ملے تو وہ آئندہ بھی اس مسجد میں خدمت کے لئے آمادہ ہوتے ہیں یا نہیں؟ اوراہل مسجد کا امتحان یہ ہے کہ اگر یہ قاری اورسامع ان کی مسجد میں نہ آئیں تو بھی یہ لوگ ان کی خدمت کرتے ہیں یا نہیں؟ اب دورحاضر کے لوگوں کو اس کسوٹی پر لائیے، قاری اورسامع کو اگر کسی مسجد سے کچھ نہ ملا تو عموماً آئندہ وہ اس مسجد کی طرف رخ بھی نہیں کریں گے اور اہل مسجد کا یہ حال ہے کہ جس قاری یا سامع نے ان کی مسجد میں کام نہیں کیا وہ خواہ کتنا ہی محتاج ہو، عموماً ان کو اس کی زبوں حالی پر قطعاً کوئی رحم نہیں آتا، اس سے ثابت ہوا کہ جانبین کی نیت معاوضہ کی ہے اور للّٰہیت کے دعوے میں جھوٹے ہیں، لہٰذا اس طرح سننے اور سنانے والے سب سخت گنہگار اور فاسق ہیں اور ایسے قاری کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

فرائض میں فاسق کی امامت کا یہ حکم ہے کہ اگر صالح امام میسر نہ ہو یا فاسق امام کو ہٹانے کی قدرت نہ ہو تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھ لی جائے، جماعت ترک نہ کی جائے، مگر تراویح کا حکم یہ ہے کہ کسی حال میں بھی فاسق کی اقتداء میں جائز نہیں، اگر صالح حافظ نہ ملے تو چھوٹی سورتوں سے تراویح پڑھ لی جائیں، اگر محلّہ کی مسجد میں ایسا حافظ تراویح پڑھائے تو فرض مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کرکے تراویح الگ مکان میں جماعت سے پڑھیں۔

”لأن الجماعة فی التروایح سنة کفایة، و مستحبة علی الأعیان، و فی المسجد أفضل فقط . کما فی الهندیة و نفسی التراویح سنة علی الاعیان عندنا ...... و قیل تستحب و الاول اصح و الجماعة فیها سنة علی الکفایة ...... و هو الصحیح .“

(الهندیة : ۱/۱۱۶)

بالفرض کسی قاری کا مقصود معاوضہ نہ ہو تو بھی لین دین کے عرف کی وجہ سے اس کی توقع ہوگی اور کچھ نہ ملنے پر افسوس ہوگا، یہ اشراف نفس ہے جو حرام ہے۔

اگر کسی قاری کو اشرافِ نفس سے بھی پاک تصور کرلیا جائے تو بھی اس لین دین میں عام

www.alkalam.pk


مروّج فعل حرام سے مشابہت اوراس کی تائید ہوتی ہے،علاوہ ازیں دینی غیرت کے بھی خلاف ہے،اس لئے بہرکیف اس سے کلی اجتناب واجب ہے۔

” فالحاصل : أن ما شاع فی زماننا من قراء ة الأجزاء بالأجرة، لا یجوز لأن فیه الأمر بالقراء ة، والثواب للآمر والقراء ة لأجل المال ...... ولو لا الأجرة ما قرأ أحد لأحد فی ھذا الزمان، بل جعلوا القرآن العظیم مکسبا ووسیلة إلیٰ جمع الدنیا ...... وذلك (الاستیجار علی القرآن) باطل ولم یفعل ذلك أحد من الخلفاء ...... لأنه لم ینقل من أحد من الأئمة الإذن فی ذلك، و قد قال العلماء: إن القارئ إذا قرء لاجل المال، فلا ثواب له .“

( إمداد الفتاویٰ : ۱/۳۱۵ ـ ۳۲۲ ، ردالمحتار : ٦/٥٦ ـ ٥٧ )

## تراویح کی اُجرت کے عدم جواز پراشکال کا جواب:

سوال: حافظ قرآن کوتراویح میں قرآن سنانے اورسامع کو سننے کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟اگر جائزنہیں توامامت وخطابت اورتدریس پراجرت لینا کیوں جائز ہے؟یہ بھی تو دین کے کام ہیں۔ (محمدعیسیٰ سعید۔بٹگرام،ظفرمحمد۔جہلم)

جواب: تراویح کی اجرت ناجائزاورامامت وخطابت اورتدریس کی اجرت جائز ہے،وجہ اس کی یہ ہے کہ دین کی حفاظت فرض ہےاوردین کی حفاظت اوربقاءامامت وخطابت اوردرس و تدریس پرموقوف ہے،اگران امور پراجرت لینےکوناجائزقراردیاجائےتوبیت المال کانظام (جوان شعبوں میں ہمہ تن مشغول رہنے والےعلماء وائمہ کی کفالت کا ضامن ہوا کرتا تھا) نہ ہونے کی وجہ سےسب اپنی معاشی ضروریات پوری کرنے کے لئے ذرائع معاش اختیارکرنے پرمجبورہوں گےاوران خدمات کے لئے افرادکاملنامشکل بلکہ محال ہوجائے گا،نتیجۃً مسلمانوں کی انفرادی واجتماعی زندگی سےتمام احکام شرعیہ رفتہ رفتہ مٹ جائیں گے۔اس لئے بیت المال کا

نظام درہم برہم ہو جانے کے بعد متأخرین فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان امور دینیہ پر اجرت لینے کو جائز قرار دیا ہے۔

جبکہ تراویح میں قرآن سنانے پر دین کی حفاظت و بقاء موقوف نہیں، نیز رمضان سال میں صرف ایک بار آتا ہے، حافظ قرآن کا کوئی نہ کوئی ذریعۂ معاش یا درس و تدریس کا سلسلہ ہوتا ہے، جس سے وہ پورا سال گزر بسر کرتا ہے، اس کی معاش اسی ایک ماہ کی اجرت پر موقوف نہیں ہوتی، اس لئے فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ تراویح میں قرآن سنانے کی اجرت جائز نہیں، لینے اور دینے والے دونوں فریق گنہگار ہوں گے۔

اگر کسی امام و خطیب یا مدرس کو معاشی تنگی کا سامنا ہے اور تنخواہ سے اس کا گزارا مشکل ہے تو اہل محلّہ کی دینی و اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اس کی تنخواہ میں بقدر ضرورت اضافہ کریں تاکہ وہ فراغت اور دلجمعی سے دینی خدمات سرانجام دے سکے، یہ مسلمانوں کی دنیوی اور جسمانی ضروریات سے زیادہ بڑی اور اہم ضرورت ہے کہ علماء و ائمہ اور حفاظ و قراء کو معاشی ضرورتوں سے بے فکر کر کے انہیں خدمات دینیہ کے لئے فارغ رکھیں، اسی میں عوام اور ان کی آئندہ نسلوں کے دین کی حفاظت ہے۔

علماء و ائمہ کو بھی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے پر قناعت کریں اور اخلاص و استغناء سے اصول شرعیہ کے مطابق خدمت دین میں مشغول رہیں، اللہ تعالیٰ خود ان کی ہر ضرورت کے پورا ہونے کا غیب سے انتظام فرمائیں گے اور عزت سے کھلائیں گے۔

حفاظ کرام چند ٹکوں کی خاطر للہ قرآن سنانے کے اجر عظیم سے خود کو کیوں محروم کرتے ہیں؟

حدیث میں ہے:

( اقرؤا القرآن ولا تأکلوا بہ )

ترجمہ: قرآن پڑھو اور اسے کسب کا ذریعہ نہ بناؤ۔

عالم اسلام کے مایہ ناز فقیہ اپنی شہرۂ آفاق کتاب ”ردالمحتار“ میں تحریر فرماتے ہیں:

ویمن القاری للدنیا والآخذ والمعطی أثمان ...... والماخوذ منها حرام للآخذ وھو عاصی بالتلاوۃ والذکر لاجل الدنیا اھـ . ( رد المحتار : ٦/٥٥ ـ ٥٧ )

یعنی دنیا کی کسی چیز کی خاطر قرآن کی تلاوت ناجائز ہے، لینے اور دینے والا دونوں یقیناً گنہگار ہیں۔

اللہ تعالیٰ سب کو اپنی مرضی کے مطابق خدمت دین کی توفیق عطاء فرمائیں۔

## ڈاڑھی کٹانے والے کے پیچھے تراویح جائز نہیں:

سوال: زید امام مسجد ہے، وہ اپنی ڈاڑھی کو کبھی مشین سے خشخشی کراتا ہے اور کبھی قینچی سے کتراتا ہے، یعنی اس کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہے، اگر کوئی اس سے پوچھے کہ آپ ایک مشت یا اس سے زیادہ کیوں نہیں رکھتے تو جواب دیتا ہے کہ ڈاڑھی کا صرف منہ پر آنا ضروری ہے، ایک مشت یا اس سے زیادہ رکھنا ضروری نہیں، زید کے اس جواب کی شرعی نوعیت کیا ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

بکر حافظ قرآن اور خوش الحان ہے اور وہ بھی اپنی ڈاڑھی کتراتا ہے، اس کی ڈاڑھی زید کی طرح ہے، صورت وسیرت میں متبع شریعت حفاظ بآسانی مل سکتے ہیں، اگر کسی مسجد کی انتظامیہ کے کچھ ارکان بکر کو تراویح میں قرآن سنانے کے لئے مقرر کردیں تو حافظ مذکور کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اگر مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کے صدر یا ممبر پابندِ شریعت حافظ کی جگہ بکر جیسے کا تقرر کریں جب کہ ان کو مسئلہ بھی بتا دیا جائے تو ایسے ارکان کے لئے شریعت مقدسہ کا کیا حکم ہے؟ ایسے حافظ یا ائمہ جو ڈاڑھی مشت سے کم رکھ کر تراویح یا پنجگانہ نماز کے امام بن جاتے ہیں، ان کے لئے شریعت مقدسہ کا کیا حکم ہے؟ مساجد ومدارس عربیہ کی انتظامیہ کمیٹی کا صدر یا متولی یا مہتمم کا صورت وسیرت میں حتی الوسع متبع شریعت ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ ﴿وَمَا كَانُوا

أَوْلِيَآءَهُ، إِنْ أَوْلِيَآؤُهُ، إِلَّاالْمُتَّقُوْنَ﴾ [سورة الانفال:آیت:٣٤] کا مفہوم کیا ہوگا؟

جواب: ڈاڑھی ایک مشت سے کم کرنا بالاتفاق حرام ہے بلکہ شریعت کی علانیہ بغاوت ہونے کی وجہ سے دوسرے کبائر سے بھی شدید گناہ ہے،لہٰذا زید فاسق ہےاوراس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، متبع شریعت حافظ نہ ملے تو بھی فاسق کوتراویح کا امام بنانا جائز نہیں، فرائض میں صالح امام میسر نہ ہوتو جماعت نہ چھوڑے بلکہ اس کے پیچھے فرض نماز پڑھ لے مگر تراویح میں فاسق کی اقتداء کسی صورت میں بھی جائز نہیں، صالح حافظ نہ ملنے کی صورت میں تراویح چھوٹی سورتوں سے پڑھی جائے، اگر ڈاڑھی کٹانے والے کومسجد کی منتظمہ متعین کردے تو بھی اس کی اقتداء میں تراویح پڑھنا جائز نہیں، ایسے ارکان جومسئلہ کا علم ہونے کے بعد بھی فاسق کوامام متعین کرنے پر بضد ہوں، خود فاسق ہیں، اہل محلّہ پر فرض ہے کہ ایسے بے دین ارکان کو مسجد کی مجلس منتظمہ سے فوراً برطرف کردیں، یہ لوگ اس منصب کے اہل نہیں، اگراہل محلّہ کو اس پر قدرت نہیں تو حکومت پر فرض ہے کہ ان کو اس مقدس منصب سے برطرف کرے اوران کو مناسب سزا دے۔

مساجد اور مدارس عربیہ کے کارکنوں کو ظاہراً اور باطناً متبع شریعت ہونا ضروری ہے، اگر کوئی رکن متبع شریعت نہیں تو وہ بھی واجب العزل ہے۔

فی شرح المسلم للنووي : " وأما أوفوا ( الوارد فی شان اللحی ) بمعنی أعفوا، أی اترکوها وافیة کاملة، لا تنقصوها ." ( ١٢٩/١ )

وفی بذل المجهود : " وقص اللحیة من سنن الأعاجم، وهو الیوم شعار کثیر من المشرکین والإفرنج والهنود ومن لاخلاق له فی الدین ...... وکذا یحرم علی الرجل قطع لحیته ." ( ٣٣/١ )

وفی الهندیة : " الصالح للنظر، من لم یسأل الولایة للوقف، ولیس فیه فسق

يعرف، وفي الاستيعاب: لا يولى إلا أمين قادر بنفسه أو بنائبه ." (٣/٨٠٤)

داڑھی کی مقدار واحکام کے متعلق مفتی اعظم حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا رسالہ ''اسلام میں داڑھی کا مقام'' ملاحظہ فرمائیں۔

## داڑھی کٹانے سے توبہ کے بعد داڑھی پوری ہونے سے پہلے امامت:

سوال: ایک حافظ صاحب کو تراویح کے لئے امام مقرر کیا گیا، جن کی داڑھی ایک مشت سے بہت چھوٹی تھی، حافظ صاحب سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے داڑھی کٹانے سے توبہ کرلی ہے۔ ایک مقتدر مولوی صاحب سے مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے تحریری فتویٰ ارسال فرمایا کہ حافظ صاحب آیندہ داڑھی نہ کٹانے کا عہد کرنے کے بعد بھی جب تک ان کی داڑھی ایک مشت تک نہ پہنچے، تراویح کی امامت کے شرعاً اہل نہیں۔ حافظ صاحب کے متعلقین نے جواز کی کوشش میں ایک دوسرے مولوی صاحب سے رجوع کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ چونکہ حافظ صاحب نے توبہ کرلی ہے اور توبہ سے کبائر بھی معاف ہوجاتے ہیں، لہٰذا اب اس کی امامت میں کوئی کراہت نہیں، اس بناء پر مقتدیوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا ہے اور کچھ لوگ اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مساجد میں چلے گئے ہیں۔ آپ وضاحت فرمائیں کہ دونوں مولوی صاحبان میں سے کس کا فتویٰ صحیح ہے؟ (ابن عبدالغفار۔ چنیوٹ، محمد عثمان پٹھان۔ گھوٹکی)

جواب: توبہ کے باوجود داڑھی پوری ہونے سے پہلے ایسے شخص کی امامت دو وجہ سے مکروہ ہے:

(۱) اس پر تا حال اثرِ صلاح نمایاں نہیں ہوا، یہ فیصلہ نہیں کیا جاسکتا کہ آیندہ اس کبیرہ سے اجتناب کا اہتمام کرے گا یا نہیں، بہت سے حفاظ کی عادت ہے کہ وہ صرف رمضان میں قرآن سنانے کے لئے داڑھی رکھتے ہیں، رمضان کے بعد پھر منڈا دیتے ہیں یا کٹوا دیتے ہیں، جیسا

کہ اختصار کردہ استفتاء کی تفصیل سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

(۲) جن لوگوں کو توبہ کا علم نہیں ان کو مغالطہ ہوگا اور وہ یہی سمجھیں گے کہ فاسق نماز پڑھا رہا ہے، اس سے نمازیوں میں اختلاف وانتشار پیدا ہوگا، جیسا کہ سوال میں بھی مذکور ہے۔

لہٰذا ایسے حافظ کو تراویح میں امام بنانے سے احتراز کیا جائے۔

(أحسن الفتاویٰ:۳/۲۶۲)

☆☆☆☆

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]